# پریس کی ابتدا

(زیر ترتیب کتاب "بنگالی ہندوؤں کی اردو خدمات" کا ایک باب)

جناب شانتی رنجن صاحب بھٹاچاریہ

---

ہندوستان میں انگریزوں کی آمد کے بعد پریس و اخبارات نے جنم لیا۔ کلکتہ نے اس سلسلہ ں جو خدمات انجام دیں اس پر جتنا بھی فخر کیا جائے کم ہے۔ چارلس ولکنس نے پنچانن رمکار کی مدد سے فارسی اور اردو ٹائپ تیار کئے اور یہی وہ ٹائپ ہیں جو اٹھارھویں صدی بسوی کے اختتام پر رائج ہوئے۔ جناب عبداللہ یوسف علی نے چارلس ولکنس کا ذکر کرتے ہوئے ھا[1]۔" انھوں نے مالدہ کی فیکٹری میں فارسی زبان سیکھی، بنگالی میں بھی دسترس حاصل کی جو بنگال میں عام لوگوں کی زبان ہے۔ اس کے بعد سنسکرت کا مطالعہ کیا۔ ولکنس ہندوستان میں ن طباعت کی ترقی یافتہ صورت کے بانی تھے کیونکہ انھوں نے فارسی اور بنگلہ زبانوں کے حروف ، ٹائپ تیار کرکے سانچے میں ڈھالے۔ یہ غالباً ۱۷۷۸ء سے پہلے کا واقعہ ہوگا۔ گورنر جنرل ارن ہیسٹنگز) کے مشورہ بلکہ فرمائش سے بنگلہ حروف کا سٹ تیار کرنے کا بیڑہ اٹھایا۔ مسٹر ولکنس کو ن تمام مختلف کاموں کا بار خود اٹھانا پڑا جن کا تعلق دھات کے گلانے اور صاف کرنے، کھودنے، ھالنے اور چھاپنے سے ہے۔ قابل ذکر امر یہ ہے کہ مسٹر ولکنس نے صرف ایجاد ہی کا کام نہیں کیا بلکہ ں کی تکمیل خود اپنے ہاتھ سے کی۔ اس طور پر انھوں نے تن تنہا پہلی ہی کوشش میں اپنے کام کو لیک مکمل حالت میں پیش کیا۔" تعجب ہے کہ فاضل مصنف نے صرف ولکنس ہی کے گن گائے، تاہم

---

[1] دیکھئے "انگریزی عہد میں ہندوستان کے تمدن کی تاریخ"

سیتا پوری نے بھی یہی کیا[۱]۔ کیونکہ انھوں نے جناب یوسف علی صاحب کی تصنیف ہی سے نقل معلی ہے اور خود اس سلسلہ میں کوئی تحقیق سے کام نہیں کیا۔ حالانکہ ٹائپ تیار کرنے میں بنگال کے ایک لوہار پنچانن نے کافی مدد دی ہو۔ لیکن مندرجہ بالا مصنفین نے پنچانن کا نام تک نہیں لیا ہو۔ میں نے اس سلسلہ میں اردو کی جتنی کتابیں دیکھی ہیں ان میں صرف محمد عتیق صدیقی نے ہی ولکنس کے ساتھ ساتھ پنچانن کرمکار کا نام لکھا ہے[۲]۔ حالانکہ انھوں نے بھی پنچانن کے حالات پر روشنی نہیں ڈالی لیکن یہی کیا کم ہے کہ انھوں نے لکھا "بنگلا اور فارسی ٹائپ تیار کرنے کے سلسلہ میں ایک بنگالی پنچانن کرمکار کا نام لینا بھی ضروری ہے جو اس کام میں چارلس ولکنس کا شاگرد اور مددگار تھا۔ بنگلہ کے علاوہ ناگری اور فارسی چھاپنے کے لئے بھی پنچانن ہی کی مدد سے ولکنس نے ٹائپ تیار کئے تھے۔ ۱۶ سال تک ہندوستان میں رہنے کے بعد بوجہ خرابیٔ صحت ولکنس ۱۷۸۶ء میں ولایت روانہ ہوگئے اور مئی ۱۸۳۶ء کو آپ کا ولایت میں انتقال ہوا۔

پنچانن صرف ولکنس کا ملازم نہ تھا۔ اکثر یہ ہوتا ہے کہ ملازم کوئی کام کرتا ہو اور نام مالک ہی کا ہوتا ہے۔ انگریزوں نے اردو ادب کی جو خدمت کی ہے اس کی تعریف میں اردو ادب میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے لیکن آج اگر ہمیں یہ شک ہو کہ فلاں کتاب جو فلاں انگریز کی تصنیف کہی جاتی ہے بہت ممکن ہے اس انگریز کے لئے ان کے کسی ملازم منشی یا پنڈت نے لکھی ہو۔ کیونکہ ایسا شک ہونا بے معنی نہیں ہو۔ انگریزوں کے یہاں منشی اور پنڈت ملازم تھے اور وہی لوگ تصانیف وغیرہ کا کام دیسی زبانوں میں کیا کرتے تھے۔ کئی منشی اور پنڈتوں نے انگریزوں کی تصانیف کی تصحیح کی ہے اور لکھنے میں مدد دی ہو لیکن ان کتابوں سے ہم یہ نہیں معلوم کر سکتے کہ کس پنڈت یا منشی کی مدد سے وہ کتاب لکھی گئی ہے۔ ہماری آنکھ اس وقت کھلتی ہے جب ہم کسی قدیم اخبار یا کتاب میں پڑھ لیتے ہیں کہ فلاں منشی یا پنڈت نے فلاں انگریز مصنف کی کتاب کی تصنیف میں مدد دی ہو۔ پنچانن ماہرِ فن تھا۔ حالانکہ پنچانن کے سلسلہ میں ہمارے معلومات محدود ہیں سوائے اس کے جو سری رامپور مشن والوں نے لکھے یا پرانے اخبارات میں کبھی کبھی شائع ہوئے پھر بھی جہاں تک ممکن ہو پنچانن کے سلسلہ میں تحقیق کرنے کی ضرورت ہے۔ لیکن یہاں ان چند

---

[۱]: دیکھئے "فورٹ ولیم کالج اور اکرم علی" [۲]: دیکھئے "ہندوستانی اخبار نویسی کمپنی کے عہد میں"

باہوں کا ذکر کرتا ہوں جو میرے موضوع " بنگالی ہندوؤں کی اردو خدمات " کے سلسلہ میں تحقیق کے دوران آئی ہیں ۔ فرینڈ آف انڈیا جولائی ۱۸۱۸ء میں پنچانن کے سلسلہ میں لکھا گیا ہے " ایک نہایت اہم آدمی جس نے ولکنس کو ٹائپ تیار کرنے میں مدد دی تھی سری رامپور مشن کے قائم ہونے پر پریس کے کام میں لگ گیا جبکہ مشن والوں کو آئے ہوئے صرف چند ماہ ہوئے تھے ۔ حالانکہ وہ صرف تین سال کام کرنے کے بعد انتقال کر گیا لیکن اس عرصہ میں وہ اپنے فن کی تعلیم کئی ہم وطن لوگوں کو مکمل طور پر دے چکا تھا جن لوگوں نے آگے چل کر ۱۰ سال کے عرصہ میں ۱۴ ہندوستانی زبانوں کے حروف تیار کر ڈالے ۔

پنچانن کرمکار سری رامپور مشن پریس کی بنیاد ہی سے وہاں کام کرنے لگا تھا ۔ انھوں نے اپنے داماد منوہر[1] کو بھی یہ کام سکھایا اور دیگر کئی لوگوں کو بھی " ۔ ولیم کیری " اُن دنوں ایک ایسے آدمی کی تلاش

---

[1] منوہر نے عرصہ چالیس سال تک سری رام پور مشن کی خدمت کی ہے اور اُڑیہ کے علاوہ چینی زبان کے حروف تک سانچے میں ڈھالے ۔ منوہر نے " ٹائپ تیار کرنے کا فن اپنے لڑکے کرشن مستری کو سکھایا تھا جس نے اس فن کو مزید ترقی دی ۔ منوہر کے سلسلہ میں ولیم کیری کی سوانح حیات میں لکھا گیا ہے " پنچانن کا داماد منوہر مشرقی زبانوں کے ٹائپ ' سری رامپور مشن ٹائپ فونڈری کے لئے اور بازار میں فروخت کرنے کے لئے تیار کرتا رہا ۔ انھوں نے چالیس سال تک ملازمت کی ۔ ان کی اس خدمت نے علم و ادب کی خدمت ہی انجام نہیں دی بلکہ عیسائیت کی تبلیغ کو بہت فائدہ پہنچایا اور تہذیب کی ترقی ہوئی جس سے وہ بیچارہ خود ناواقف تھا کیونکہ وہ لوہار خاندان کا صرف ایک ہندو ہی رہا ۔ سری رامپور پریس ۱۸۶۰ء تک مشرقی زبانوں کے ٹائپ تیار کرنے کا سب سے بڑا مرکز رہا ہے ' ست پردیپ ' نامی بنگلہ ہفتہ وار نے کرشن مستری کی موت پر ۲۵ مئی ۱۸۵۵ء کی اشاعت میں کرشن مستری پنچانن اور منوہر کے سلسلہ میں لکھا ہے " ہم نہایت افسوس سے اطلاع دیتے ہیں کہ کرشن مستری اس جہان فانی سے کوچ کر گئے ۔ آپ منوہر کے فرزند نیک تھے ۔ والد کی طرح آپ بھی ٹائپ تیار کرنے کے فن میں ماہر تھے ۔ ۱۷۷۸ء میں ہالیڈ صاحب نے بنگلہ زبان کی تعلیم کے لئے ایک گرامر کی کتاب کی ضرورت محسوس کی لیکن بنگلہ ٹائپ نہ ہونے کی وجہ سے وہ کتاب شائع نہ کر سکے ۔ اُن دنوں کسی طرح ولکنس صاحب سے منوہر مستری کے سسر پنچانن کرمکار کی ملاقات ہوئی ۔ ولکنس نے دیکھا کہ پنچانن ایک لائق آدمی ہی نہیں بلکہ لائق کاریگر بھی ہے اس (باقی آئندہ صفحہ پر)

یں تھے جو ناگری حروف کھود سکے اور جب انہیں پنچانن کے بارے میں علم ہوا تو انھوں نے فوراً پنچانن کو کام پر رکھ لیا ۱۸۰۳ء میں پنچانن نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے دیوناگری حروف تیار کر لئے۔ سری رامپور پریس میں ملازمت کے تین یا چار سال کے بعد ۱۸۰۴ء میں اُن کا انتقال ہوا۔ سری رامپور مشن نے ۱۸۰۷ء میں پنچانن کے سلسلہ میں لکھا ہے" ہم سری رامپور میں آکر آباد ہونے کے بعد جلد ہی خدا تے ہمیں وہ فنکار فراہم کر دیا جس نے ولکنس کے ساتھ کام کیا تھا اور جس نے بہت بڑی حد تک اُن کے خیالات کو اپنا لیا تھا۔ اس کی مدد سے ہم نے ٹائپ فاونڈری تعمیر کیا اور اب حالانکہ اُن کا انتقال ہو چکا ہے لیکن اُس نے موت سے پہلے اپنے فن کو مکمل طور پر دیگر کئی لوگوں کو سکھا یا تھا۔ اس لئے وہ لوگ کام بخوبی آگے بڑھاتے رہے، اور ٹائپ تیار کرنے، حروف کھودنے و کاٹنے کا کام انجام دیتے رہے۔ یہ کام ان لوگوں نے اتنی صفائی اور فن کاری سے انجام دیا کہ اس کا مقابلہ یورپ کے کاریگروں سے بآسانی کیا جا سکتا ہے"۔

---

**حاشیہ بقیہ صفحہ گذشتہ**۔ نے بنگلہ حروف کی کھدائی کے کام میں انہیں اپنے ساتھ لے لیا ۱۷۹۹ء میں عیسائی مذہب کی تبلیغ کے لئے ولیم کیری، مارشمن اور وارڈ صاحب سری رامپور آئے اور وہاں ایک پریس قائم کیا جس میں پنچانن کو ملازم رکھا۔ پنچانن نے اپنی کاریگری سے بنگلہ، ناگری اور اُڑیہ وغیرہ زبانوں کے ٹائپ تیار کئے۔ انھوں نے اپنے داماد منوہر کو اس فن کی مکمل تعلیم دی تھی۔ منوہر بھی اپنے سسر کی طرح کام میں ماہر نکلا اور ۱۵ زبانوں کے حروف تیار کر ڈالے جن میں چینی زبان جیسی مشکل زبان کے حروف تک شامل ہیں۔ یہ چینی حروف انھوں نے لکڑی کے سانچے میں تیار کئے تھے۔ منوہر نے ٹائپ تیار کرنے کا فن اپنے بیٹے کرشن مستری کو سکھایا۔ بنگلہ سنہ ۱۲۴۵ میں منوہر نے سری رامپور ہی میں ایک پریس قائم کیا، جہاں وہ ہر سال جنتری کے علاوہ بنگلہ اور انگریزی میں دیگر کتابیں چھاپنے لگے منوہر کا انتقال بنگلہ سنہ ۱۲۵۳ میں ہوا۔ اس کے بعد کرشن مستری نے انگریزی، بنگلہ اور ناگری میں کتابیں شائع کرنے کے کام کو چالو رکھا اور تصویریں بھی چھاپیں۔ بلکہ پنچانن اور منوہر کے دور سے ٹائپ تیار کرنے اور کتابیں چھاپنے کے فن کو کرشن مستری نے مزید ترقی دی۔ آپ لکڑی، لوہا اور سونا چاندی کے حروف تک بنانے میں ماہر تھے۔ یہی نہیں بلکہ انھوں نے اپنی عقل سے ایک پہیے کی مشین بنا کر اُس سے چھاپنے کا کام شروع کیا۔۔۔۔ گذشتہ جمعہ کو آپ کا انتقال ہوا آپ کی عمر ۷۴ سال کی ہوئی تھی۔

گارساں دتاسی نے ایک تقریر میں کہا[۵۱] "سب سے پہلا لیتھوگراف مطبع ۱۸۳۷ء میں دہلی میں قائم ہوا۔" شاید اسی بنا پر عبداللہ یوسف علی نے لکھا ہے[۵۲] "۱۸۳۳ء میں اُردو کتابیں چھاپنے کے لئے لیتھوگرافی کا استعمال شروع ہوا -- لیتھوگرافی کا پہلا مطبع ۱۸۳۷ء کے قریب دہلی میں قائم ہوا" لیکن سچ تو یہ ہے کہ لیتھوگرافی کی ایجاد ۱۸۳۷ء سے بہت قبل ہوئی ہو اور ہندوستان میں لیتھو میں کتابیں چھاپی جاتی تھیں۔ اس لئے جبکہ پریس موجود رہا ہو تو بہت ممکن ہے کہ اردو کتابیں بھی شائع کی گئی ہوں۔ بہرحال اگر اردو کتابیں نہیں شائع کی گئیں تو بھی جہاں تک اُردو پریس کا تعلق ہے وہ ۱۸۲۲ء ہی میں ہندوستان میں قائم ہو چکے تھے۔ اور لیتھو میں کتابیں اور تصاویر چھاپی جاتی تھیں کلکتہ گزٹ مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۸۲۲ء کی ایک خبر ہے کہ "ہمیں یہ جان کر خوشی ہوئی کہ کئی ناکام تجربات کے بعد بالآخر کلکتہ میں لیتھو کی چھپائی کو کامیابی کی منزل تک پہونچا دیا گیا ہے۔ مسٹر بلونس اور مسٹر ڈی۔ ساوگنگ نامی دو فرنچ آرٹسٹ جو کلکتہ شہر میں رہتے ہیں نے اپنے معلومات اور محنت کو یکجا کر کے لیتھوگراف اور انگریوینگ کے نہایت بہتر نمونے چھاپے ہیں۔ یہ چھپائی اتنی اعلیٰ ہے جو ہم انگلستان سے آئی ہوئی چھپائی سے مقابلہ کر سکتے ہیں"

بنگلہ ہفتہ وار اخبار "سماچار چندریکا نے ۲۰ دسمبر ۱۸۲۹ء کو یہ خبر شائع کی ہے" سوڈا کا پتھر کا چھاپہ خانہ:--- اس پتھر کی مشین میں طرح طرح کی کتابیں اور تصویریں چھاپی جاتی ہیں بھگوان کی تصویریں جو گھروں میں لگائی جاتی ہیں کی ۱۵ تصویروں کا ایک سٹ شائع کیا گیا ہے اور فی سٹ کی قیمت اس پریس نے صرف چار روپیہ رکھی ہے[۵۳]

اس خبر سے یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ لیتھو میں کتابیں اور تصاویر شائع کی جاتی تھیں اور کلکتہ اس میدان میں کافی آگے تھا۔

---

۵۱: دیکھئے خطبات گارساں دتاسی شائع کردہ انجمن ترقی اردو اورنگ آباد

۵۲ دیکھئے انگریزی عہد میں ہندوستان کے تمدن کی تاریخ۔